eISSN: 2789-6331
pISSN: 2789-4169

CC BY
OPEN ACCESS

ڈاکٹر رابعہ سرفراز
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
ڈاکٹر سمیرا اکبر
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
ڈاکٹر عبدالعزیز ملک
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

Dr. Rabia Sarfraz
Associate Professor, Dept. of Urdu, GCUF
Dr. Sumaira Akbar
Assistant Professor, Dept. of Urdu, GCUF
Dr. Abdul Aziz Malik
Assistant Professor, Dept. of Urdu, GCUF

فرانتز فینن 'انقلاب اور "سامراج کی موت"

FRANTZ FANON , REVOLUTION AND“A DYING COLONIALISM”

ABSTRACT

This article is about “A Dying Colonialism” by Frantz Fanon. He has described how the people of Algeria changed centuries-old cultural patterns. Fanon described the fifth year of the Algerian Revolution as a point of departure for an inevitable dynamics of colonial oppression. Fanon wishes that the people of the third world countries should develop awareness and not replace one violence with another after the revolution. He wants to discover the new human being hidden behind the colonialism. The article shows why Fanon says that for the colonized having a gun is the only chance to giving a meaning to their death.

KEYWORDS

Frantz Fanon, Colonialism, Algeria , Revolution, Third world countries, Radio

سامراج کی موت الجزائر پر فرانسیسی قبضے اور مقامی آبادی کی جدوجہد کے موضوعات سے متعلق ہے مگر درحقیقت فینن تیسری دنیا کے ان تمام افراد سے مخاطب ہے جنھیں حقارت و نفرت کا نشانہ بناتے ہوئے تباہ و برباد کیا گیا۔اس نے سامراجی حکومتوں کی منافقت کا پردہ

چاک کیا ہے۔ فینن کی خواہش ہے کہ تیسری دنیا کے لوگوں میں شعور پیدا ہو اور انقلاب کے بعد ایک تشدد کی جگہ دوسرا تشدد نہ لے سکے۔ وہ نو آبادیاتی باشندے کے پیچھے چھپے انسان کو دریافت کرنا چاہتا ہے اور اس سلسلے میں ناکامی کا کوئی شائبہ تک اس کے ذہن میں موجود نہیں ہے۔
فرانس نے الجزائر پر غلبہ پانے کے لیے سب سے پہلے عورت کو اس کی اقدار سے جدا کرنے کا فیصلہ کیا۔

> ''After a final series of meetings among leaders, and especially in view of the urgency of the daily problems that the Revolution faced, the decision to concretely involve women in the national struggle was reached.''(1)

اس سلسلے میں بے شمار دانش وروں کی مدد لی گئی جو عورتوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھانے کے پابند تھے کہ پردہ ان کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور تیسری دنیا کا مرد ظالم ہے جس نے اسے تمام بیرونی دنیا کی نظروں سے اوجھل کر رکھا ہے۔ مغربی قوتوں نے عورتوں کو مردوں کے خلاف بھڑکایا اور یہ پراپیگنڈا کیا کہ مرد عورت کو جاہل اور گنوار رکھنا چاہتا ہے حالانکہ وہ خود ظالم 'گنوار اور جاہل ہے۔ عورتوں کے ساتھ ہمدردی کے اظہار کے لیے باقاعدہ ادارے بنائے گئے اور انھیں مختلف فلاحی اداروں میں خیراتی کاموں پر رکھا گیا۔

فینن لکھتا ہے کہ:

> "حقیقت یہ ہے کہ مغربی اپنی معاشرتی اقدار اور روایات کو مکمل اور آئیڈیل تصور کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ اس کو مقامی لوگوں پر منطبق بلکہ ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں۔"(۲)

حاکم کے ظلم و بربریت نے محکوم کے مردہ جسم میں یک لخت جان ڈالی اور مقامی لوگوں کو اپنے سود و زیاں کا مکمل احساس ہو گیا۔ استعمار کی سازشیں مزید تیز ہو گئیں۔ اس نے انسان دوستی کا لبادہ اوڑھا اور مقامی تقریبات میں شرکت کرنے لگا تاکہ مقامی لوگوں میں بڑھتے ہوئے نفرت کے جذبات ختم کرنے کے لیے کوئی درمیانی راستہ نکال سکے۔ مقامی آبادی کے سامنے اپنی بقا کے لیے جدوجہد کا واضح راستہ موجود تھا۔ حکمتِ عملی میں کچھ تبدیلی کی گئی اور عورت کو استعمار کے خلاف جدوجہد میں شریک کیا گیا۔ وہی عورت جسے استعمار اپنے ظالمانہ ہتھکنڈوں سے اس کے مرد کے خلاف کرنا چاہتا تھا جدوجہدِ آزادی کے لیے عملی طور پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ انقلابی عورت نے مزاحمتی جنگ میں براہِ راست بھی حصہ لیا اور خفیہ ایجنٹ کے طور پر بھی اپنے فطری جوہر دکھائے۔ آزادی کی جنگ میں تیسری دنیا کی عورت ایک جیتا جاگتا مضبوط انقلابی کردار ہے۔ استعماری قوتوں نے ہر لحہ مقامی افراد کے ساتھ وعدہ خلافی کی۔ مقامی عورتوں نے انقلابیوں کے خفیہ کوڈ ذہن نشین کیے۔ میدانِ جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی کی اور گوریلا جنگ میں باقاعدہ عملی شرکت کی۔

مقامی قیادت سامراجی فوجی چوکیوں کے نقشے تیار کرتی' ان کی نشان دہی کرتی اور عورتیں اپنے پرس میں ہینڈ گرنیڈ' پستول اور گولیاں رکھ کر ساتھیوں کی مدد کے لیے روانہ ہو جاتیں۔ جہاں اسلحے کی ضرورت ہوتی وہ ان خواتین سے حاصل کر لیا جاتا۔

سامراج نے ریڈیو کو ایک طاقت ور جنگی حربے کے طور پر استعمال کیا۔ ریڈیو پر مغربی ثقافتی کے پروگراموں کی یلغار نے سامراج کے ذہن میں یہ خیال پختہ کر دیا کہ اس کی ثقافت مقامی ثقافت سے برتر اور پختہ ہے۔ مقامی افراد ابھی تک اپنی ثقافت کے پرچار میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے۔ قومی ریڈیو کے آغاز سے مقامی لوگوں میں ایک مثبت تبدیلی پیدا ہوئی۔ ان کے جوش و خروش اور سامراج کے خلاف جدوجہد کی شدت میں اضافہ ہوا۔ وہ جب ریڈیو پر سامراج کے خلاف مجاہدین کی جدوجہد اور گوریلا کارروائیوں کی کامیابیوں کی داستانیں سنتے تو ان کے ذہنوں سے استعمار کا خوف ختم ہو جاتا اور وہ گلی کوچوں میں ہتھیار لے کر بے خوف و خطر پھرتے۔ ان کے دل و دماغ میں آزادی کی محبت بس چکی تھی اور وہ اس جدوجہد میں موت کو بھی خوشی سے گلے لگانے کے لیے تیار تھے۔ استعمار جن مقامی لوگوں کو محض شک کی بنیاد پر گرفتار کرتا' ان سے راز اگلوانے کے لیے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا یہاں تک کہ وہ موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے۔ بعد میں مربی میڈیا یہ پراپیگنڈا کرتا کہ ان لوگوں نے فرار ہونے کی کوشش کی اور اسی کوشش میں وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

سوڈان کی ایک صحافی نے فرانسیسی کیمپ کا دورہ کیا جہاں ہزاروں الجزائری باشندوں کو پابندِ سلاسل کیا گیا تھا۔ قیدیوں کی قطار میں سب سے آگے ایک سات سالہ بچہ بیٹھا تھا جس کے ننگے جسم پر زنجیروں کے تشدد سے زخموں کے نشان تھے اور اس کی ماں کو بد فعلی کا نشانہ بنایا گیا۔ جب صحافی نے اس بچے سے اس کے خُالات جاننا چاہے تو اس نے جواب دیا کہ میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ کوئی فرانسیسی فوجی میرے ہاتھ لگے اور مَیں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں۔

مقامی قیادت نے الجزائر ریڈیو کو مستحکم کیا۔ فینن لکھتے ہیں کہ:

> "الجزائر کو ایک ایسے فضائی نیٹ ورک سے منسلک کر دیا گیا کہ شہریوں کا اپنے ہائی کمان سے مسلسل رابطہ رہتا۔ پل پل کی خبر ان تک پہنچتی اور انھیں فوج کے استعمال میں آنے والے سازوسامان اور اسلحے سے آگاہ کیا جاتا۔ یہ چیز ان کے لیے حد درجہ اطمینان کا سبب بنتی۔"(۳)

یہاں تک کہ اگر ریڈیو سننے والا مقامی باشندہ خط کے ذریعے مجاہدین کے آپریشن کے بارے میں جاننا چاہتا تو اسے اصل صورتِ حال سے آگاہ کیا جاتا۔ وہ خبر واضح اور سچی ہوتی لیکن اصل ذریعے کا راز پھر بھی فاش نہ ہوتا۔

اس کے ساتھ ساتھ عربی اور فرانسیسی میں اخبارات بھی شائع ہوتے جن میں جنگ کے حوالے سے مکمل معلومات ہوتیں لیکن مقامی آبادی شش و پنج کا شکار ہوتی کہ فرانس سے شائع ہونے والے ان اخبارات کی خبروں میں کس حد تک صداقت ہے۔ چنانچہ مقامی سطح پر پریس کو

مضبوط کرنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ اخبارات کی اشاعت کا براہِ راست فائدہ استعمار کو نہ ہو سکے۔ مقامی اخبارات کی فروخت میں اضافے کے باعث فرانسیسی اخبارات کی سرکولیشن میں شدید کمی واقع ہو گئی۔

> "Since 1956 the purchase of a radio in Algeria has meant , not the adoption of a modern technique for getting news, but the obtaining of access to the only means of entering into communication with the Revolution, of living with it."(4)

الجزائر کے ہر خاندان میں ایک ریڈیو سیٹ ضرور ہوتا۔ جب خبروں کا وقت ہوتا سارا خاندان اکٹھے بیٹھ کر سرحدی علاقوں میں استعمار کے خلاف ہونے والی لڑائی کے بارے میں جان کر خوش اور مطمئن ہو گا۔

فینن لکھتا ہے کہ:

> "ریڈیو خریدنا صرف ایک جدید آلے کا استعمال ہی نہیں رہا بلکہ اس کی حیثیت اس سے کہیں بڑھ گئی تھی۔ یہ سمجھا جانے لگا کہ ریڈیو رکھنے والے شخص اور خاندان نے اپنے آپ کو انقلابی صفوں میں شامل کر لیا ہے اور اپنی بقا کے لیے سائنسی دریافتوں اور ایجادات کے استعمال کی اہمیت اس پر پوری طرح منکشف ہو چکی ہے۔"(۵)

قومی ریڈیو نے انسان دوست 'مذہبی روشن فکری کی عالمگیر تعلیمات کے حوالے سے اپنا مشن شروع کیا اور اسے بہت حد تک کامیابی حاصل ہوئی۔ نسلی 'لسانی اور مذہبی تفریق کا خاتمہ ہوا۔ سیاسی اور انقلابی قیادت کے لیے مقامی لوگوں کا رابطہ اور تعلق پختہ ہوا۔ سامراج کا مقصد محض سیاسی آزادی سلب کرنا نہیں ہوتا بلکہ وہ مقامی آبادی کو معاشی حوالے سے بھی کمزور کرتا ہے۔ ریڈیو کی انقلابی تحریک نے لوگوں کو معاشی آزادی کا تصور دیا۔ ریڈیو سیٹ کے مالک شخص کو جو معمولی سا ٹیکس دینا ہوتا تھا وہ انقلابی قیادت کے خزانے میں جمع ہوتا تھا اور سامراج کے خلاف جدوجہد میں استعمال ہوتا تھا۔

استعمار نے اپنے سائنسی حربے استعمال کر کے ریڈیو نشریات کو ناقابلِ عمل بنا دیا اور عام لوگوں تک ریڈیو کے زریعے خبروں کی رسائی ممکن نہ رہی۔ الجزائری عوام جو دبے ہوئے اور افتادگانِ خاک تھے 'انھوں نے ریڈیو نشریات کے راستے میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا اور ریڈیو الجزائر نے ہر استعماری پراپیگنڈے کا جواب دیا۔ ریڈیو الجزائر پر چلائے گئے جنگی ترانوں کا سرور کئی مہینوں تک لوگوں کے دل و دماغ میں رہتا۔ بقول نادیہ بلوچ:

''الجزائز کی جنگ آزادی میں ریڈیو نے مثالی کردار ادا کیا مقامی لوگوں کو اصل حقیقت اور مقصد سے آگاہ کیا اور مقامی لوگوں کو یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ مختلف محاذوں پر ہونے والے کارروائیوں کی معلومات ان تک پہنچ رہے تھے۔ پہلے فرانسیسی میڈیا مقامی لوگوں کو جھوٹی خبریں پہنچاتے تھے لیکن الجزائر کی اپنی قومی میڈیا نے اس کے مقابلے اپنا فرنٹ بنالیا اور لوگوں کو حقیقت پر مبنی خبریں پہنچانا شروع کیا۔''(٦)

میڈیا اور انقلابی جدوجہد نے الجزائر کی مقامی آبادی میں شعور کی بیداری میں اہم کردار ادا کیا۔ مقامی ریڈیو نے عربی کے ساتھ فرانسیسی زبان مین بھی خبریں شروع کردیں۔ استعمار کو شدید فکر لاحق ہوئی مگر اس دوران مین مقامی آبادی پر فرانسیسی زبان کی حقیقت آشکار ہو چکی تھی اور لوگ بہت تیزی سے فرانسیسی زبان سیکھنے اور جاننے لگے تھے۔

فینن لکھتا ہے کہ:

"سامع کو الجزائر کی نشریات سننے کے لیے مقامی سٹیشن کا مرہونِ منت نہیں ہونا پڑتا تھا۔ اب یہ آواز بیک وقت ریڈیو مصر' تیونس' مراکش اور دمشق سے سنی جاسکتی تھی لیکن اس کا سہراا الجزائر کی انقلابی قیادت کے سر ہے جنھوں نے عوام کو اپنے ساتھ جوڑنے کے لیے دیگر ریاستوں سے معاہدے کر کے وہاں سے اپنی نشریات کا آغاز کیا۔ ان کا احساسِ محرومی ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ اب وہ ملتِ اسلامیہ کے جسدِ واحد سے منسلک ہو گئے۔ آزادی کی جنگ اپنے عروج پر چلی گئی۔ استعمار مایوس ہو گیا۔"(٧)

اس حوالے سے احتشام علی اپنے ایک مضمون ''فرانز فینن: مابعد نو آبادیاتی فکر کا بنیاد گزار'' میں لکھتے ہیں:

''ان میڈیمز کا پیدا کردہ شعور مقامی مردوں کے ساتھ مقامی عورتوں کو بھی تحریک آزادی میں شامل ہونے پر ابھارتا ہے۔ مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعے جب آزادی کے لیے مزاحمت کرنے والوں کی داستان عام لوگوں تک پہنچی ہیں تو استعمار کاروں کے خلاف صف آرا ہونے والوں کو قومی ہیرو کا درجہ مل جاتا ہے۔''(٨)

مقامی آبادی اپنی آزادی کے لیے ہر قیمت ادا کرنے کے لیے تیار تھی۔ ان کے راستے میں بے شمار رکاوٹیں آئیں مگر وہ چلتے رہے۔ بھوک' جان' مال' کھیتوں کا نقصان برداشت کیا مگر ان کے قدم آگے بڑھنے سے نہ رک سکے۔

قومی آزادی کی اس تحریک میں ان بچوں کی ذہنی کیفیت کا اندازہ کرنا ممکن نہیں جن کے سامنے ان کے والدین کو فرانسیسی فوجی گھسیٹتے ہوئے لے گئے۔ مردوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔ اس عورت کی حالت کیا ہو گی جس کے کاوند کو گرفتار کر

کے خون میں نہلا دیا گیا۔اس جنگ مین پورے کے پورے کاندان تباہ و برباد ہوئے۔ تھریک کی ذمہ داریون نے خاندان سے بے رغبتی میں اجافہ کیا۔ باپ کی جنگ بیٹے کی جنگ بن گئی۔ دونوں نسلون نے مل کر استعمار کا مقابلہ کیا اور اس طرح باپ بیٹے کے درمیان حائل ہونے والی خلیج نہ صرف پُر ہوئی بلکہ معاشرے میں اجتماعی سطح پر ایک بہت بری تبدیلی آئی۔ فکر و عمل مین ایک ایسی تبدیلی آئی کہ باپ نے فیصلہ کیا کہ وہ زندہ رہے گا تو بیٹے کے ساتھ اور مرے گا تو بیٹے کے ساتھ۔۔ باپ کے تجربات اور بیٹے کے جوش و جذبات نے مل کر استعماری سازشوں کو شکست سے دوچار کیا۔

استعمار نے اس وقت کی جدید میڈیا ٹیکنالوجی یعنی ریڈیو سے ثقافتی یلغار کی اور اسے اپنے ایک طاقت ور حربے کے طور پر استعمال کیا جس کے مقابلے کے لیے مقامی لوگوں نے قومی ریڈیو کا آغاز کیا جہاں سے وہ قومی ثقافتی پروگراموں کے ذریعے سامراجی ثقافتی یلغار کا مقابلہ کرتے۔ استعمار کی سازشوں میں تمام زر خرید عالمی دانشوروں اور اداروں نے سامراج کا بھرپور ساتھ دیا اور سوویت یونین کی پسپائی کے بعد ان مجاہدین سے جنھیں امریکہ نے سوویت یونین کی تباہی اور شکست کے لیے استعمال کیا تھا' آنکھیں پھیرنے کے ساتھ ساتھ انھیں دہشت گرد قرار دے دیا گیا۔ مغربی دانشوروں نے تہذیبوں کے تصادم اور تاریک کے اختتام جیسے موضوعات پر مقالے لکھے اور یورپ کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا۔

سوویت تہذیب کو شکست سے دوچار کرنے کے بعد امریکہ کا اگلا ہدف اسلامی تہذیب ہے جسے امریکہ اپنے تابع کرنے کی بھرپور کوشش کرے گا اور اگر اس نے اطاعت قبول نہ کی تو اسے براہِ راست نشانہ بنایا جائے گا۔ دنیا میں اسلامی تہذیب کے علاوہ بھی ایسے کئی ایسے طاقت ور ممالک ہیں جو امریکہ کے لیے خطرے کا باعث بن سکتے ہیں۔ ایسے ممالک سے براہِ راست جنگ کرنے کی بجائے مفاہمت کا راستہ بہتر ہے ۔اسلامی اور مغربی تہذیبیں ایک دوسرے کی ضد ہیں اس لیے اسلامی ممالک کے لیے یہی بہتر قرار دیا گیا کہ وہ مغربی اقدار پر لبیک کہیں اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں پوراعالمِ اسلام میدانِ جنگ بن گیا۔ عراق اور افگانستان تباہی کے دہانے پر پہنچا دیئے گئے۔ پوری دنیا میں اس جنگ کے خلاف احتجاج ہوئے۔ ایک ہی دن میں پانچ براعظموں میں جنگ کی تباہ کاریوں کے خلاف احتجاجی مظاہرے کیے گئے مگر طاقت کے نشے میں چور سامراج نے ایک نہ سنی۔

عراق کے خلاف حیاتیاتی اور ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کا پراپیگنڈا کیا گیا اور اس سلسلے میں اقوامِ متحدہ سے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ہر طرح کی مدد لی گئی۔

خالد محمد ایڈووکیٹ رقم طراز ہیں کہ:

"اقوامِ متحدہ کی چھتری کو استعمال کرتے ہوئے انتہائی جارحانہ طریقے سے نہ صرف عراقی حکومت کا تختہ الٹ دیا بلکہ صدام حسین کو مسلمانوں کے مذہبی تہوار عید الاضحیٰ کے موقع پر تختہ دار پر لٹکایا گیا اور اسی حال ہی میں لیبیا کے صدر کرنل قذافی کو عبرتناک انجام سے دوچار کیا گیا۔"(۹)

شمالی کوریا پر عالمی دباؤ میں اضافہ کیا گیا اور معاشی پابندیوں سے تنگ آ کر شمالی کوریا اپنا ایٹمی پروگرام بند کرنے پر رضامند ہو گیا۔ جنگ بندی کے بعد شمالی کوریا میں فوجی دستوں میں بتدریج کمی کا منصوبہ بنایا گیا اور اب سامراج کا اگلا ہدف ایران ہے۔ اتحادی طاقتیں ایران کا گھیراؤ مزید تنگ کریں گی اور پھر عالمی قیامِ امن کی آڑ میں ایک ظالمانہ کھیل کا آغاز کیا جائے گا۔ فرانسیسی استعمار اور امریکی سامراج میں بہت مطابقت موجود ہے۔ دونوں کا مقصد غیروں کی دولت لوٹنا' اقوام کو غلام بنانا اور مقامی لوگوں پرؔ پابندیاں لگانا ہے۔ فرانس نے الجزائر' تیونس اور مراکش میں ادویات پر پابندی عائد کی اور عراق میں بھی ایسی ہی پابندیوں کے باعث لاکھوں عراقی بچے موت کی نیند سو گئے۔ عراق اور افغانستان میں مجاہدین نے استعمار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

"The Revolution in depth , the true one ,precisely because it changes man and renews society, has reached an advanced stage .This oxygen which creates and shapes a new humanity…this,too, is the Algerian Revolution."(10)

یورپی اقوام کے ظلم و ستم سے ایک بات عیاں ہے کہ وہ انسانیت کے ساتھ مخلص اور وفادار نہیں اور جب تیسری دنیا کی تحریکیں اپنی بقا کے لیے تشدد کا راستہ اختیار کرتی ہیں تو ان پر ظلم' بربریت اور دہشت گردی کے الزامات عائد کر دیئے جاتے ہیں۔

حوالہ جات

1. Frantz Fanon' A Dying Colonialism.Haakon Chevalier(Translator),New York,Grove Press,1959, Page 51

۲۔ فرانز فینن' سامراج کی موت' خالد محمود ایڈووکیٹ (مترجم)' لاہور: فکشن ہاؤس' 2012' ص49

۳۔ ایضاً

4. Frantz Fanon' A Dying Colonialism.Haakon Chevalier(Translator), Page 83

۵۔ فرانز فینن' سامراج کی موت' خالد محمود ایڈووکیٹ (مترجم)، ص99

6. https://thebalochistanpost.com/2021/04/کتاب-سامراج-کی-موت-کتاب-ریویو-نادیہ-بل dated 25-07-2022

۷۔ فرانز فینن 'سامراج کی موت' خالد محمود ایڈووکیٹ (مترجم)، ایضاً، ص112

۸۔ احتشام علی، فرانز فینن: مابعد نو آبادیاتی فکر کا بنیاد گزار، مشمولہ "بازیافت" ۳۱، شعبہ اردو، پنجاب یونیورسٹی، لاہور (جولائی تا دسمبر ۲۰۱۷)، ص۲۰۸

۹۔ فرانز فینن 'سامراج کی موت' خالد محمود ایڈووکیٹ (مترجم)، سامراج کی موت' ص25

10. Frantz Fanon' A Dying Colonialism.Haakon Chevalier(Translator), Page181

فرانز فینن 'سامراج کی موت' خالد محمود ایڈووکیٹ (مترجم)' لاہور: فکشن ہاؤس' 2012' ص49